السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

(ایک آدمی اپنی دس سالہ عمر سے ۳۵ سالہ عمر تک بے نماز رہا، اب اس نے باقاعدہ پابندی کے ساتھ نماز پڑھنی شروع کر دی ہے۔ اب وہ اپنی ۲۵ سالہ قضا شدہ نمازوں کے لیے کیا کرے۔ (سائل: محمد نوید لاہور

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اسلام میں قضا کا کوئی تصور اور ثبوت نہیں۔ ان نمازوں کی تلافی کی واحد صورت یہ ہے کہ خالص توبہ کر کے استغفار کیا جائے اور جہاں تک ممکن ہو بکثرت نوافل پڑھے جائیں تاکہ جرم ہلکا ہو جائے۔ قرآن مجید اور احادیث سے یہی بثابت ہے۔ قرآن مجید میں ہے

فَخَلَفَ مِن بَعدِهِم خَلفٌ أَضاعُوا الصَّلوٰةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوفَ يَلقَونَ غَيًّا ۝ ٥٩ إِلّا مَن تابَ وَءامَنَ وَعَمِلَ صـٰلِحًا فَأُولـٰئِكَ يَدخُلونَ الجَنَّةَ وَلا يُظلَمونَ شَيـًٔا ۝ ٦٠ ... سورة مریم)

پھر ان (انبیاء اور صالحین) کے بعد ایسے نالائق جانشین ہوئے کہ انہوں نے نماز کو ضائع کیا اور نفسانی خواہشات کے پیچھے پڑ گئے۔ پس اس کی پاداش اٹھائیں گے۔ لیکن (ان میں سے) جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور نیک عمل کرے وہ جنت میں داخل ہوں گے اور ذرہ بھر بھی ان پر ظلم نہ ہوگا۔'' (تفسیر ثنائی: صورۃ مریم آیات ۵۶، ۵۹

شیخ الاسلام مولانا ثناء امرتسری ان آیات کی تفسیر میں ارقام فرماتے ہیں:

'' مگر یہ کیفیت اور کمال ان (انبیاء اور صالحین) کی زندگی ہی تک رہا، پھر ان کے بعد ایسے نالائق جانشین ہوئے، جن میں پہلی برائی تو یہ تھی کہ انہوں نے احکام شرعیہ سے روگردانی کی اور نماز جیسے ضروری حکم کو ضائع کیا اور نفسانی شہوات کے پیچھے پڑ گئے، پس اس کی پاداش اٹھائیں گے لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوق سے بڑی محبت ہے ایسی کہ ماں کو بیٹے سے بھی نہ ہو، اس لیے جو لوگ توبہ کر کے ایمان لائے اور نیک عمل کئے تو پہلی زندگی میں ان سے غلطیاں بھی ہو چکی ہوں، وہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور ذرہ بھر بھی ان پر ظلم نہ ہوگا۔''

ان آیات سے معلوم ہوا کہ توبہ کا دروازہ ان مجرموں کے لیے بھی بند نہیں جو گناہ گار سچے دل سے توبہ کر کے ایمان و عمل صالح کا راستہ اختیار کر لیں اور اپنا چال چلن درست رکھیں، جنت کے دروازے اس کے لیے بھی کھلے ہیں۔ توبہ کے بعد جو عمل کرے گا سابق جرائم کی بنا پر اس کے اجر میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔ نہ کسی قسم کا حق ضائع ہوگا۔ حدیث میں ہے التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ ''گناہ سے سچی توبہ کرنے والا ایسا ہے گویا اس نے گناہ ہی نہ تھا''۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

(تارک الصلوٰۃ عمدا لا یشرع لہ قضاءھا ولا تصح منہ بل یکثر من التطوع۔ (فقہ السنۃ: ج ۱، ص ۲۳۲

''جان بوجھ کر نماز چھوڑنے والے کو یہ جائز ہی نہیں کہ وہ اس نماز کو بعد از وقت پڑھے، اگر پڑھے گا تو وہ صحیح نہ ہوگی بلکہ بے وقت نماز کے بجائے بکثرت نفل پڑھے۔''

امام ابن حزم ارقام فرماتے ہیں:

(واما من تعمد ترک الصلوٰۃ حتی خرج وقتھا ھذا لا یقدر علی قضاءھا ابدا، فلیکثر من فعل الخیر وصلاۃ التطوع لیثقل میزانہ یوم القیامۃ ولیتب ویستغفر اللہ عزوجل۔ (فقہ السنۃ: ج ۱، ص ۲۳۲

جو شخص جان بوجھ کر نماز نہ پڑھے اور اس نماز کا وقت چلا جائے تو یہ شخص اس نماز کی قضا پر کبھی قادر نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا اس کو اب نیک عمل اور نماز نفل بکثرت پڑھنے چاہییں تاکہ قیامت کے دن اس کا نیکیوں والا ترازو بھاری ہو جائے۔ اسے توبہ اور استغفار کرنا چاہیے اور یہی حل ہے اس گناہ کا۔''

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَالَّذينَ إِذا فَعَلوا فـٰحِشَةً أَو ظَلَموا أَنفُسَهُم ذَكَرُوا اللَّهَ فَاستَغفَروا لِذُنوبِهِم ۝ ١٣٥ ... سورة آل عمران

فَمَن يَعمَل مِثقالَ ذَرَّةٍ خَيرًا يَرَهُ ۝ ٧ وَمَن يَعمَل مِثقالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ۝ ٨ ... سورة الزلزال

وأجمعت الامة وبه وردت النصوص كلها على ان للتطوع جزاء من الخير الله اعلم بقدره وللفريضة أيضا جزء من الخير الله اعلم بقدره فلا بد ضرورة من ان يجتمع من جزء التطوع اذا كثر ما يوازي جزء الفريضة ويزيد عليه وقد اخبر الله تعالى انه لا يضيع عمل عامل وان الحسنات يذهبن السيئات ۔ (فقه السنة : ج ۱، ص ۲۳۴)

اور اس بات پر امت کا اجماع ہے اور نصوص بھی اس کے بارے میں وارد ہوئی ہیں کہ نوافل بھی نیک عمل کا حصہ ہیں، جس کی مقدار اللہ ہی جانتا ہے اور فرائض بھی نیک عمل کا جز ہیں اور اس جزء کی مقدار کا علم بھی اللہ عزوجل ہی کو ہے، پس یہ کوئی بعید نہیں کہ جب نوافل بکثرت پڑھے جائیں تو جمع ہو کر فرائض کے حصے کے برابر ہو جائیں بلکہ بڑھ جائیں اور اللہ تعالیٰ یہ بھی خبر دے چکا ہے کہ وہ کسی کے نیک عمل کو ضائع نہیں دے گا اور نیکیاں برائیوں کو کھا جاتی ہیں ۔''

پس ان نصوص کے پیش نظر قضا عمری کی کھکھیڑ میں پڑنے بجائے توبہ واستغفار، کارہائے خیر اور نوافل بکثرت پڑھتے رہنا چاہیے ۔ سلامتی اور نجات کی راہ یہی ہے اور بس ۔

قضا عمری کے دلائل اور ان کا جائزہ:

قضا عمری کے ثبوت میں حسب ذیل روایات پیش کی جاتی ہیں:

۔ جابرؓ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے نماز چھوڑے رکھی ہے ۔ آپ ﷺ نے فرمایا : جتنی نمازیں تو نے چھوڑی ہیں ان کی قضا کرو ۔ اس نے عرض کیا وہ کیسے ؟ تو ا آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہر نماز کی ساتھ ایک اور نماز ادا کرو ۔ اس نے کہا : پہلے یا بعد میں ؟ آپ نے فرمایا : نہیں بلکہ پہلے ۔

یہ روایت بے اصل اور من گھڑت ہے ۔ امام ابن جوزی رحمہ اللہ نے اس کو موضوعات (ج ۲ ص ۱۰۲) میں روایت کیا ہے اور اس کو موضوع کہا ہے ۔ لہٰذا اس سے حجت پکڑنا کسی طرح جائز نہیں ۔

۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ طائف سے ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ میں نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور نمازیں بھی چھوڑے رکھی ہیں ۔ اب میرا کیا بنے گا : رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ۲ کہ تو نے توبہ کر لی ہے اور تجھے اپنے کیے پر شرمندگی بھی ہے ۔ اب ایسا کرو کہ جمعرات کو آٹھ رکعت نماز پڑھو اور ہر رکعت میں ایک دفعہ سورۃ فاتحہ اور پچیس مرتبہ سورۃ اخلاص قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ پڑھو اور نماز سے فارغ ہو کر ہزار بار صلی اللہ علی محمد النبی الامی کا وظیفہ کرو ۔ یہ آپ کی قضا شدہ نمازوں کا کفارہ ہو گا ۔ خواہ تم نے دو سو برس کی نمازیں ہی کیوں نہ ضائع کی ہوں ۔ حسب سابق یہ روایت بھی جھوٹی اور موضوع ہے ۔ امام ابن جوزیؒ نے اس کو موضوع اور جعلی قرار دیا ہے ۔ (کتاب موضوعات : ج ۲، ص ۱۳۵، ۱۳۶)

: ۔ نہایہ شرح ہدایہ میں ایک بے اصل اور باطل روایت یہ بھی ہے ۳

جو شخص رمضان کے آخری جمعہ کو کسی فرض نماز کی قضا کرے گا تو یہ ستر برس کی قضا شدہ نمازوں کی تلافی کر دے گی ۔

مولانا عبدالحی لکھتے ہیں:

(قال علی القاری فی تذکرۃ الموضوعات عند حدیث من قضی صلوۃ من الفرائض فی آخر جمعۃ من رمضان کان جابر الکل فائتۃ فی عمرہ إلی سبعین سنۃ بعد الحکم بانہ باطل لا اصل لہ ۔ (مقدمۃ عمدۃ الرعایۃ : ج ۱، ص ۱۳

یہ وایت بھی سراسر جھوٹی اور موضوع ہے ۔ جناب ملا علی قاری حنفی نے اس کو اپنی کتاب ''الموضوعات الکبری'' میں روایت کرنے کے بعد کہا ہے کہ یہ روایت باطل، یعنی من گھڑت اور جھوٹی ہے ۔ مزید یہ بھی فرمایا ہے کہ یہ روایت اس اجماع امت کے خلاف ہے کہ عبادات میں کوئی عبادت بھی کئی برس کی قضا شدہ عبادت کے نقصان کو پورا نہیں کر سکتی ۔

شبہ) رہی یہ بات کہ اگر کوئی یہ کہے کہ ہدایہ کے شارحین صاحب نہایہ وغیرہ بڑے فاضل اور فقیہ تھے ۔ کیا ان کو ان روایتوں کے موضوع اور جھوٹی ہونے کا علم ہی نہ تھا ۔ اگر یہ روایات موضوع اور باطل ہوتیں تو یہ نامور فقیہ ان) روایات ہدایہ جیسی نامی گرامی کتاب کی شروحات میں ہر گز درج نہ فرماتے ۔

اس تحدی کا جواب یہ ہے کہ صاحب نہایہ اور ہدایہ کے دوسرے شارحین بلاشبہ بہت بڑے فقیہ اور دنیائے احناف کی بڑی قد آور شخصیات ہیں، وہ سب کچھ تھے مگر وہ علم حدیث میں طفل مکتب بھی نہ تھے، یہ ہمارا ہی کہنا نہیں، بلکہ محقق علمائے احناف کا کہنا ہے، ملا علی قاری نہایہ شرح ہدایہ کی اس روایت کو باطل لا اَصل لہ کہنے کے بعد یہ تصریح فرماتے ہیں :

(ثم لا عبرۃ بنقل صاحب النھایۃ ولا بقیۃ شراح الھدایۃ فإنھم لیسوا من المحدثین ولا اسندوا الحدیث إلی احد من المخرجین ۔ (عندۃ الرعایۃ مقدمہ شرح الوقایۃ : ص ۱۳

''صاحب نہایہ اور ہدایہ کے دوسرے شارحین کی نقل کردہ احادیث کا کوئی اعتبار نہیں، کیونکہ ایک تو وہ محدث نہ تھے اور دوسرے یہ کہ انہوں نے ان احادیث کو ان کے مخرجین کا کوئی حوالہ نہیں دیا ۔''

ابوالحسنات عبدالحی حنفی تصریح فرماتے ہیں:

وھذا الکلام من القاری افاد فائدۃ حسنۃ وھی ان الکتب الفقھیۃ وإن کانت معتبرۃ فی أنفسھا بحسب المسائل الفرعیۃ وکان مصنفوھا ایضا من المعتبرین والفقھاء الکاملین لا یعتمد علی الأحادیث المنقولۃ فیھا اِعتمادا کلیا ولا یجزم بورودھا وثبوتھا بمجرد وقوعھا فیھا فکم من احادیث ذکرت فی الکتب المعتبرۃ وھی موضوعۃ ومختلقۃ کحدیث لسان اھل الجنۃ العربیۃ أو الفارسیۃ ۔ (عمدۃ الرعایۃ مقدمۃ، شرح الوقایۃ : ص ۱۳

قاری کی یہ کلام بڑی مفید ہے کیونکہ اگرچہ یہ ہماری فقہی کتابیں فروعی مسائل کے لحاظ سے اپنی حد تک معتبر ہیں اور ان کے مصنف بھی قابل اعتبار اور کامل فقہاء تھے، لیکن پھر بھی ان کتب میں مندرجہ احادیث پر اعتماد کلی نہیں کیا جا سکتا اور ان کتابوں میں ان احادیث کے محض درج ہو جانے سے ان کی صحت کا یقین نہیں کیا جا سکتا ۔ کیونکہ کتنی ایسی احادیث ہماری ان معتبر کتابوں میں درج ہیں جو موضوع، بے اصل اور مختلف فیہا ہیں جیسے یہ

‘‘حدیث کہ جنتیوں کی زبان عربی اور فارسی ہوگی۔ یا جیسے یہ حدیث متقی عالم کی اقتدا میں پڑھنا ایسا ہے جیسے کہ نبی کی اقتدا میں نماز پڑھی جائے۔ یا جیسے یہ حدیث میری امت کے علماء اسرائیلی انبیاء جیسے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

خلاصہ یہ کہ قضا عمری کے ثبوت میں نہ تو کوئی آیت موجود ہے اور نہ کوئی صحیح بلکہ ضعیف حدیث بھی موجود نہیں اور جو روایات پیش کی جاتی ہیں وہ محض جھوٹی اور بے اصل ہیں۔ یہ بدعت ہے اور بدعت ہے اور بدعت سے اجتناب واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ سنت ثابتہ صحیحہ پر عمل کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ محمدیہ

ج1ص278

محدث فتویٰ